جناب ڈاکٹر قیصر علی*

دینی تحریکات میں ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت

صوبہ خیبر پختونخوا کے شعبہ انجینئرنگ کے نامور شخصیت جناب انجینئر ڈاکٹر قیصر علی صاحب، جہاں اپنے شعبے میں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر ممتاز حیثیت کے حامل ہیں تو دوسری جانب دینی اصلاحی اور تصوف کے شعبوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص قبولیت سے نوازا ہے، چنانچہ جدید تعلیمی درسگاہوں، روشن خیال طبقوں اور عصری علمی حلقوں میں مختلف عنوانات سے وقتاً فوقتاً اصلاحی خطبات اور سوال و جواب کی مجالس کے انعقاد کے سلسلے میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ زیرِنظر اصلاحی بیان بھی انہوں نے اسلامی جمعیت طلبہ کی دعوت پر شاہ ولی اللہ ہاسٹل نمبر ۳، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور میں فرمایا۔ جس میں ایک بڑی تعداد میں یونیورسٹی کے طلباء نے شرکت کی۔ خطاب اور موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے نذر قارئین کیا جارہا ہے............(مدیر)

اس بابرکت محفل میں گفتگو کے آغاز سے پہلے آپ حضرات سے اپنا تعارف کرواتا چلوں، میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور کے سول ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ہوں اور فائنل ائیر کے طلبہ کو سٹرکچر ڈیزائن کا کورس پڑھاتا ہوں اور تصوف کے معروف سلسلہ، سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ عالم اسلام کی مشہور شخصیت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ حضرت سید سلیمان ندویؒ تھے۔ جن کے ساتھ میرے دادا مرشد حضرت مولانا اشرف خان سلیمانیؒ پشاوری کا اصلاحی تعلق تھا۔ مولانا اشرف صاحبؒ پشاور یونیورسٹی میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین تھے۔ مولانا صاحبؒ رائے ونڈ تبلیغی مرکز کے بانی حضرت عبدالعزیز دعاجوؒ کے خلیفہ تھے جن کا تعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے سلسلے سے تھا۔ اس کے علاوہ مولانا صاحبؒ، مولانا فقیر محمد صاحب پشاوریؒ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کے بھی خلیفہ تھے۔ مولانا اشرف صاحبؒ اپنے اکابر کی طرح ایک بڑے عالم، کئی کتابوں کے مصنف اور تبلیغی جماعت کے پشاور مرکز کے عرصہ پچیس سال امیر رہے۔ میرے شیخ و مربی حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ خیبر میڈیکل کالج میں پروفیسر

---

* پروفیسر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور

تھے اور شعبہ انوٹومی کے چیئر مین بھی رہے ہیں۔آپ بھی تیس پینتیس سال تبلیغی جماعت سے وابستہ رہے۔ اس تعارف کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ میرا تعلق کسی خاص سیاسی جماعت سے ہے۔

دین کے نشر واشاعت کے لئے چھ شعبے

آج مجھے اس بات سے نہایت مسرت اور خوشی ہوئی کہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ساتھیوں نے مجھے فہم القرآن کے سلسلے میں اس محفل میں بلایا، اس کے لئے میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔اس سے پہلے کہ میں فہم القرآن کے موضوع پر بات کروں میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ حضرات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آج کل مسلمانوں کو جہاں اور کئی مسائل کا سامنا ہے وہاں ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص یا جماعت دین کی اشاعت وفروغ کے لئے کام کر رہا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ دین کی سر بلندی اور ترقی کے لئے محض وہ ہی کام کر رہا ہے کوئی دوسرا نہیں کر رہا، یا جس طریقے سے وہ کام کر رہا ہے وہی طریقہ درست ہے باقی سب کا طریقہ غلط یا غیر مؤثر ہے اوراس کی خواہش ہوتی ہے کہ سارے لوگ اپنا کام چھوڑ کر اس کے ساتھ ملکر کام کریں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگ جو دین کی خدمت کسی اور ذریعے سے کر رہے ہیں انکے راستے میں روڑے اٹکا تا ہے۔حالانکہ یہ سب کم علمی اور ناسمجھی کی باتیں ہیں۔دراصل اشاعتِ دین یعنی دین اسلام کی سر بلندی کے لئے کوشش کرنے کو ہم چھ بڑے شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ دعوت وتبلیغ، بیعت وتلقین، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، قانون وآئین اور قتال (جہاد)۔

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

اشاعتِ دین کا پہلا شعبہ دعوت وتبلیغ کا ہے یعنی دین کا پیغام اور حق کی دعوت ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا اور ان کو دین اسلام کی طرف مائل کرنا۔ میں دنیا کے کئی ممالک کا سفر کر چکا ہوں اور چونکہ انجینئرنگ کے شعبے سے تعلق رکھتا ہوں تو اکثر وپیشتر مختلف ممالک میں کانفرنسوں اور سیمینارز کے سلسلے میں جانا پڑتا ہے۔اس دوران میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ دین کے اس شعبے یعنی دعوت وتبلیغ کے میدان میں تبلیغی جماعت نے دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے سلسلے میں بہت عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔اس شعبے میں کام کرنے والے مسلمان بھائیوں کی طویل کوششوں کی بدولت دنیا کے ہر ملک اور خطے میں کوئی نہ کوئی بندہ آپ کو ضرور ایسا ملے گا جس نے تبلیغی جماعت میں وقت لگایا ہوگا اور اب وہ اپنے علاقے میں دین کی محنت کرنے والوں کے لئے معاون و مددگار ثابت ہو رہا ہوگا، دنیا کے اکثر ممالک میں تبلیغی جماعت کے مراکز قائم ہیں جو نہ صرف وہاں بسنے والے مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا

کام کر رہے ہیں، بلکہ غیر مسلموں تک بھی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ تبلیغی جماعتیں دور دراز علاقوں میں جا کر وہاں کے لوگوں کے ساتھ دینی مسائل کے مذاکرے کرتی ہیں اور وہاں سے جو لوگ جماعت میں وقت لگاتے ہیں ان کی برکت سے پورے علاقے کی کایا پلٹ جاتی ہیں۔

احسان وسلوک کی ضرورت

اشاعتِ دین کا دوسرا شعبہ بیعت وتلقین یعنی تصوف ہے۔ جس کو ''تزکیہ نفس'' یا ''اِصلاح نفس '' کا شعبہ بھی کہتے ہیں۔ اس شعبے کا مقصد انسانوں کے دِلوں پر محنت کر کے اُن سے اخلاقِ رذیلہ (بری صفات) یعنی کبر، عجب، حسد، بغض، کینہ اور ریا نکال کر اُن میں اخلاق حمیدہ (اچھی صفات) یعنی اخلاص، تواضع، ہمدردی اور خیر خواہی پیدا کرنا ہے۔ قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے فرائض میں سے ایک فریضہ تزکیہ بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، اور تمھیں پاکیزہ بناتا ہے، اور تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔'' (البقرہ:۱۵۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ابتدا میں دین کے سارے شعبے اکٹھے رہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ بعض حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری علوم کو زیادہ توجہ دی اور اُسے پھیلایا۔ اُنھوں نے قرآن پاک کی آیات کی تلاوت اور قرآن وحدیث کی تعلیم کو اپنا مشغلہ بنایا، یہ حضرات بعد میں محدثین اور فقہا کہلائے، جبکہ بعض حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ تزکیہ نفس کو سنبھالا۔ ان حضرات نے مسلمانوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کے پھیلانے کو اپنا مقصد بنا لیا۔ یہ حضرات بعد میں صوفیاء کہلائے۔ صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ کی محبت کے امین ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی جو دولت عطا کی تھی وہ اُن سے صحابہ کرامؓ کو ملی اور صحابہؓ سے تابعین کو ملی اور اس طرح سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اسی کو ایک شاعر کہتا ہے......

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت ایک خانہ بہ خانہ، ایک سینہ بہ سینہ

صحبت شیخ کی اہمیت وضرورت

پرانے زمانے میں آگ جلانے کے لئے عام طور پر ماچس نہیں ہوا کرتی تھی۔ ایک گھر کے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی لے کر دوسرے گھر والے اپنے چولہے میں رکھی ہوئی لکڑیوں کو جلا لیا کرتے، تو شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی آگ کے مانند ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کی اس دولت کو پانا

چاہتے ہیں تو یہ آپ کو کسی اللہ والے کی صحبت (Company) سے ہی ملے گی۔ یہ صرف کتابوں کے مطالعہ، انٹرنیٹ اور خالی خولی باتوں سے نہیں ملتی۔اسی کو ایک اور شاعر یوں بیان کرتا ہے......

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی   نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کا کوئی اور بھی طریقہ ہے؟ انھوں نے فرمایا ''بھائی ہمیں تو یہی طریقہ آتا ہے'' (یعنی کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کر کے اپنی اصلاح کروانا اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا) تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مشائخ تصوف اور اولیاء کرام نے اشاعت دین کا بھرپور کام کیا ہے، برصغیر میں حضرت معین الدین چشتیؒ، خواجہ بختیار کا کیؒ، نظام الدین اولیاءؒ، شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ اور ہمارے دیگر حضرات نے دین کا جو کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان حضرات کے کارناموں کی تفصیل کے لئے کتاب تاریخ دعوت وعزیمت ملاحظہ کریں۔

دینی مدارس دین کے قلعے

دین کا کام کرنے کا تیسرا شعبہ مدارس کا ہے، دینی مدارس میں پڑھنے والے طلباء اور مدرسین نے اپنی ساری زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہوئی ہیں۔علماء دین کے محافظ اور انبیاء کے وارث ہیں اور مدارس دین کے قلعے ہیں۔ یورپ کے ایک ملک میسوڈونیا (مقدونیا) کے ایک مسلمان عالم شیخ ادریس سے میں نے پوچھا کہ آپ کے ملک سے یہ سب مساجد اور علماء دین آخر کیسے ختم ہو گئے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے روسی کمیونزم کا سیاہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہاں سے اسلامی تمدن اور مساجد وغیرہ ایک دن میں ختم نہیں ہوئے۔اس کام پر کمیونسٹوں نے کئی سال لگائے ہیں لیکن اس افسوس ناک عمل کی ابتداء انہوں نے اسلامی مدارس کے خاتمہ سے کی اور پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ کیونکہ مدارس کے خاتمہ سے نہ علماء کا وجود رہا اور نہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی اور تعلیم و تربیت کا کوئی مرکز اور ادارہ رہا۔تو چاہے سیاست ہو، دعوت تبلیغ ہو یا تصوف ہو جب علمائے حق نہیں ہوں گے تو حق و باطل کی تمیز نہیں رہے گی۔اور پھر یہ تمام سرگرمیاں اور کاوشیں بے فائدہ ہو کر رہ جائیں گی۔

تصنیف وتالیف اسلامی تعلیمات کا ذریعہ

چوتھا شعبہ تصنیف و تالیف کا ہے۔ اس شعبے سے تعلق رکھنے والے حضرات اپنی کتابوں اور تحریروں کے ذریعے سے معاشرے کی اصلاح اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ یہ شعبہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس کو ایک فقہی مسئلے سے سمجھ لیں وہ یہ کہ اگر اسلام کے خلاف کوئی کتاب

لکھی جائے تو تمام مسلمانوں پر اس کتاب کا جواب دینا فرضِ کفایہ ہے۔اور اگر کسی نے بھی جواب نہیں دیا تو سب گناہگار ہوں گے۔تصنیف و تالیف کے شعبے سے منسلک حضرات دین کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ اِنھی حضرات کی بدولت آج اسلامی تعلیمات کا وسیع ذخیرہ ہمارے پاس کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔جن میں احادیث کی مشہور کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ اور فقہ کی کتابیں شامل ہیں۔اسی طرح امام غزالیؒ کی لکھیں ہوئی کتابوں میں احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت جبکہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف میں ان کی لکھیں ہوئی تفسیر بیان القرآن اور مسائل کی کتابیں بہشتی زیور اور بہشتی گوہر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی تصنیفات فضائل اعمال اور فضائل صدقات تو پوری دنیا میں پڑھی جاتی ہیں۔ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں دوسری کتابیں ہیں۔ جو بھی یہ کتابیں پڑھتا ہے تو ان کے مصنفین کو اس کا اجر ملتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہمیں ایسے ملتے ہیں جن کی زندگی میں کوئی اچھی کتاب پڑھنے سے ایک انقلاب آ جاتا ہے۔

سیاست ایک اہم فریضہ

پانچواں شعبہ سیاست کا ہے۔سیاست کے معنی ہیں حسن تدبیر سے انتظام چلانا یعنی ''اپنے آپ اور پوری قوم کو دنیا و آخرت کے تمام خطرات اور مصیبتوں سے بچا کر چلانا اور دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی دلوانا،معاشرے میں امن و امان اور عدل و انصاف کو قائم کرنا اور معاشرتی ناہمواری اور ظلم کو دور کرنا''۔الحمدللہ آج بھی سیاست کے میدان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاص کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ان حضرات کا وجود رحمت ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ اسمبلی میں جب کوئی خلاف دین بل پیش کیا جاتا ہے تو یہ حضرات اس کی مخالفت کرتے ہیں۔اسی طرح مختلف اوقات میں دینی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اپنے بل اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ یہ کام سیاست سے باہر رہتے ہوئے کرنا انتہائی مشکل ہے۔

قتال و جہاد دین کی حفاظت و سربلندی کا وسیلہ

چھٹا شعبہ قتال (جہاد) کا ہے۔ جہاد، جدوجہد اور کوشش کو کہتے ہیں جس کی انتہا قتال ہے یعنی دین کی حفاظت اور سربلندی کی خاطر کفار سے لڑنا اور اپنی جان کی بازی لگا دینا۔تاریخ اسلام جرأت و بہادری اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا تن من لٹانے کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ جب بھی کفار اشاعت دین کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں یا انھوں نے اسلامی سرحدات پر یلغار کی ہے تو اللہ کے شیروں نے ان کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔اور اللہ کی راہ میں شہادت کو دل و جان کی راحت کا سامان سمجھا ہے۔جب بھی ایسا موقع آئے تو اس وقت سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان کو اس کی رضا کی

خاطر قربان کر دینا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔اس وقت سے لے کر آج تک جب بھی جہاد کا موقع آیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں نے ہر موقع پر سرفروشی کی داستانیں رقم کیں ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ، اسی کو شاعر یوں کہتا ہے......

سلام اس پر کہ جسکے نام لیوا ہر زمانے میں　　　بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

دین اسلام کے یہ سپاہی جہاں جہاں گئے ہیں وہاں انہوں نے اپنے بہترین اخلاق سے لوگوں کے دل جیتے ہیں اور ان کو دین اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔

چھ شعبوں میں توافق

یہ دین کی محنت کے چھ شعبے ہیں، آج یہ ساری باتیں اِسلئے آپ کی خدمت میں پیش کی تاکہ آپ اِس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ دین کی اشاعت اور پھیلاؤ کے یہ سارے شعبے بہت بڑا کام کر رہے ہیں کسی ایک شعبے کا دوسرے شعبے سے مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ، جس طرح آج کل ہو رہا ہے۔تبلیغی جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب دعوت وتبلیغ کا کام بڑھ کر ترقی کر جائے گا تو خود بخود ایک انقلاب اور تبدیلی آجائے گی،اور یہ کہ اگر کوئی دین کا کام ہو رہا ہے تو وہ صرف ہم ہی کر رہے ہیں۔ دوسرے شعبوں والے یا تو کام ہی نہیں کر رہے اور اگر کر بھی رہے ہیں تو غلط سمت میں کر رہے ہیں۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ تبلیغ کا پہلے وجود نہیں تھا اور یہ اب سوڈیڑھ سو سال سے شروع ہوا ہے تو یہ رائے اور طرز فکر ایک بہت بڑی غلطی ہے،پہلی بات تو یہ ہے کہ تبلیغ صرف سہ روزے اور چلّے کا نام نہیں جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے بلکہ دین کی کسی بھی بات کو شرعی لحاظ سے درست طریقہ اختیار کر کے کسی دوسرے تک پہنچانا تبلیغ ہے، اور دوسری بات یہ کہ آج کل کی مروجہ تبلیغی ترتیب جو بہت مبارک اور مؤثر ترتیب ہے،آج سے سوڈیڑھ سو سال پہلے شروع ہوئی۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے تبلیغ کا کوئی نظام ہی نہیں تھا،نہیں، بلکہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہی میں شروع ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس تن تنہا بھی دین کی تبلیغ کی ہے اور صحابہ کرامؓ کے وفود بھی بنا کر مختلف علاقوں میں بھیجے ہیں۔اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین سے ہوتے ہوئے یہ سلسلہ جاری رہا اور ہمارے اکابر،اولیاء کرام اور علماء عظام دنیا کے کونے کونے میں جا کر دعوت وتبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے، خود ہمارے ہاں ہندوستان و پاکستان میں پہلے پہل چشتیہ سلسلے کے بہت بڑے ولی اللہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لائے اور ہندوستان میں توحید کی شمع روشن کی۔ اور پھر جب خدا کو منظور ہوا مولانا الیاسؒ کے ذریعے سے موجودہ ترتیب شروع کر دی۔

مستی احوال، گفتار و کردار میں تطابق نہ تقابل

اسی طرح تصوف میں بعض نام نہاد صوفی صرف روحانیت کی رٹ لگاتے ہیں اور شریعت کی اتباع کی بجائے صرف احوال و کیفیات کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں، ایسے لوگ ہرگز قابل اتباع نہیں۔ انھیں کے بارے میں اقبال کہتا ہے۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار
وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

کچھ لوگ تصوف اور تبلیغ کا آپس میں مقابلہ کرتے ہیں۔حالانکہ ان میں کوئی مقابلہ آرائی نہیں،تبلیغ کی موجودہ ترتیب صوفیا کی محنت کا نتیجہ ہے۔دعوت وتبلیغ کی مثال سکول یا کالج کی سی ہے جہاں ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے اور تصوف کے شعبہ کی مثال یونیورسٹی کی ہے جہاں اعلیٰ تعلیم اور پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔دونوں کی افادیت اپنی اپنی جگہ ہے۔اگر کوئی یہ کہے کہ سکول اور کالج کی ضرورت نہیں تو یہ اس کی غلط فہمی ہے اور اگر کوئی یونیورسٹی کو بیکار سمجھے تو یہ اس کی بیوقوفی ہے۔

حسب استطاعت دینی کام کے مساعی

اسی طرح سیاسی جماعتوں کے کارکن یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کام سب سے اعلیٰ ہے، کیونکہ ہم ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں،اور سیاست میں کام کرنے والے بعض لوگوں کا یہ تصور ہے کہ جب ہماری حکومت آجائے گی تو ہم شریعت کو نافذ کریں گے اور جیسے بھی ہو بس ہماری حکومت آجانی چاہئے، یہ تصور درست نہیں ہے۔اس ضمن میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ غزوہ بدر کا واقعہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد حضرت یمانؓ مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کیلئے آرہے تھے۔ کفار نے انھیں روک لیا اور ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے جواب میں حقیقت حال بتائی تو کفار نے اُن سے کہا کہ ہم اِس وعدہ پر آپ کو مسلمانوں کے پاس جانے دیں گے کہ اگر آج ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو آپ ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ ان دونوں حضرات نے وعدہ کر لیا کہ وہ جنگ میں حصہ نہیں

لیں گے۔ جب یہ دونوں حضرات دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو اپنا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ چونکہ کفار کی تعداد زیادہ ہے اسلئے ہمیں بھی جہاد میں جانے کی اجازت دے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تاریخ ساز جواب دیا ہے کہ ہم اللہ کا حکم پورا کرنے کیلئے میدان میں آئے ہیں، ہار اور جیت سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ اِس لیے آپ دونوں نے چونکہ کفار سے وعدہ کرلیا ہے اسلئے وعدہ نبھایا جائے گا اور آپ اِس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔

ہر دینی کام میں خلوص نیت کی ضرورت

آج ہم نے ایڑی چوٹی کا زور صرف اِس بات پر لگایا ہوتا ہے کہ جس طریقے سے بھی ہو ہماری حکومت آنی چاہئے۔ یہ طریقہ درست نہیں۔ انسان کو اپنے وسائل اور بس کے مطابق خلوص نیت سے کام کرنا چاہئے۔ نتیجہ تو اللہ کی مرضی اور حکم پر منحصر ہے۔ اس لیے دین کا کام کرتے ہوئے شریعت کے مطابق عمل کریں یہ نہ ہو کہ سیاست میں کام کرنے والا یہ سوچ کر دوستوں کے ساتھ فلم دیکھنے جائے کہ بدلے میں یہ لوگ میری جماعت کو ووٹ دینگے۔ یا تبلیغ والا کہے کہ میرے ساتھ چلنے پر جائیں گے۔ یہ شیطان کا بہکاوا ہے۔ آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق شریعت کی حدود کے اندر کام کرتے رہیں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے شعبوں میں کام کرنے والوں کیلئے دل میں محبت اور خیر خواہی کے جذبات رکھیں اور یہ سمجھیں کہ یہ تو ہمارا ہی کام کر رہے ہیں۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر مگر علم کے ساتھ

آج جو ہم سب اِس ہاسٹل میں اِس مبارک مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اِنہی ہاسٹلوں میں سے ایک ہاسٹل میں ایک طالب علم کو موسیقی سننے پر جان سے مار دیا گیا۔ فائنل ایئر کے جو طلبہ میرے شاگرد تھے میں نے اُن سے یونیورسٹی میں پوچھا کہ اگر اِس مارے جانے والے طالبعلم کی جگہ آپکا اپنا سگا بھائی ہوتا تو کیا آپ اُسکو بھی اِسی طرح قتل کر دیتے جس طرح اُس کو مار دیا گیا۔ جواب میں انھوں نے کہا کہ کبھی نہیں بلکہ ہم اسے سُدھرنے کا موقع دیتے، تو میں نے اُن سے کہا کہ میری ایک بات غور سے سنو اور اِس پر ہمیشہ سوچ بچار کرتے رہو وہ یہ کہ کوئی بھی شخص یا گروہ ڈنڈے کے زور پر کبھی بھی اسلام نافذ نہیں کر سکتا، امر بالمعروف ونھی عن المنکر دین کا پورا ایک شعبہ ہے اُسکی تفصیل کسی عالم سے پوچھیں اور سمجھیں، آپ لوگ تو دین کے نام پر اپنی آخرت خراب کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کسی عالم اور مفتی صاحب سے پہلے پوچھیں کہ ہاسٹل میں ایک طالبعلم ٹیپ رکارڈر پر گانے بجاتا ہے اِس کے بارے میں ہماری رہنمائی کریں۔ یہ تو نہیں کہ ہر آدمی ہاتھ میں ڈنڈا اُٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا کسی بھی بات پر لوگوں کو قتل کرتا پھرے، یہ تو اسلام نہیں، جب سیاست والے دین کی اصل روح کو چھوڑ دیتے ہیں تو پھر یہی ہوتا ہے جس کو اقبال کہتے ہیں: ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (جاری ہے)